شاہ بلیغ الدین

''پرویز''......تخت رہا نہ تاج

یہ 6ہجری کی بات ہے۔خسرو پرویز کو اطلاع دی گئی کہ مدینے سے ایک قاصد آیا ہے۔نوشیروان کے پوتے نے بڑے تعجب سے پوچھا۔''مدینہ سے؟ بتایا گیا'ہاں!'' شہنشاہوں کے دربار میں سفیر،شہنشاہوں، بادشاہوں اور امیروں کی طرف سے آتے ہیں۔یہ مدینے میں کون سی سلطنت قائم ہوئی ہے'جہاں سے اب سفیر بھی آنے لگے؟حکم دیا''اچھا اس قاصد کو ہمارے حضور پیش کیا جائے''عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ پیش ہوئے۔عرب کے صحرانشینوں کا حلیہ......ڈھیلے ڈھالے کپڑے، پیوند زدہ جوتیاں' شان وطمطراق کا کوئی شائبہ بھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کو چھو کر نہ گیا تھا' یہ سفیر تھا یا فقیر! دربارِعجم کے حاضر باش خود بھی اس ہیئت سے کچھ خوش نہ تھے اور شہنشاہ کے غصے کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔پہلی ہی نظر میں بے شمار سلوٹیں اس کے ماتھے پر ابھر آئی تھیں۔شہنشاہ نے ایک درباری سے مخاطب ہوکر کہا''پوچھو کیا عرض کرنا چاہتا ہے؟''درباری نے وہ الفاظ دہرائے''کیا عرض کرنا چاہتے ہو؟''عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ خسرو پرویز کی ذہنی کشمکش سے بالکل لاپروا آگے بڑھے اور حضوا کرم ﷺ کا نامۂ مبارک اس کے حوالے کیا۔کیا ہے؟ خسرو نے پوچھا۔بتایا گیا عرب میں ایک نبی ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔انہوں نے آپ کے نام ایک خط بھیجا ہے۔نبی ﷺ کا خط......!ہمارے نام!!! خسرو پرویز کا غصہ برابر بڑھتا جارہا تھا۔پوچھا''کیا لکھا ہے اس میں''!خط پڑھ کر سنایا گیا''خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے محمد ﷺ پیغمبر کی طرف سے کسریٰ والئ فارس کے نام ...... یہاں تک خط پڑھا جاسکا تھا کہ خسرو کا چہرہ تمتما اٹھا اور وہ غصے سے کانپنے لگا۔بولا!''شہنشاہ فارس کا نام اپنے نام کے بعد! ہم سے یہ گستاخی! شہنشاہ عجم کی یہ تحقیر! یہ ہمارے دست نگر' یوں ہمارے منہ آنے لگے؟ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عرب میں خط کا یہی طریقہ رائج ہے لیکن وہ خدائی خوار تو ادھار کھائے بیٹھا تھا کہ کسی طرح مسلمان سفیر کو شکوہِ سلطانی کا جلوہ دکھائے۔بولا بادشاہ یمن کو آج ہی حکم بھیجا جائے کہ ان پیغمبر صاحب کو جنہوں نے ہمیں خط بھیجنے کی جرأت کی ہے۔فوراً ہمارے دربار میں پیش کیا جائے۔نامۂ مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر چاک کیا اور اس کے پرزے اڑا دیئے۔ملائک نے ان پرزوں کو آنکھوں سے لگایا۔

پھر تھوڑے ہی دنوں میں دنیا نے دیکھ لیا کہ پیغام حق کس قدر قوت والا تھا۔دس برس سے بھی کم عرصے میں اس سلطنت عجم کے پرزے اڑ گئے۔اس کی گستاخی کی قدرت کی طرف سے یہ سزا ملی کہ چند ہی دنوں میں اس کے بیٹے شیرویہ نے اسے تخت سے اتار کر قتل کر دیا اور سولہ ہجری میں شان کسریٰ کے اس قلعہ سفید کے فرش کو عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی بند اپنے پیوند زدہ جوتوں سے روندر ہے تھے۔نہ وہ تخت رہا نہ تاج۔